ایران–اسرائیل تنازع
اور عالمی افق پر اس کے اثرات

محمد زکریا
(مصنف انقلاب میڈیا میں لکھتے ہیں اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں)





آفاقی سطح پر اس بات کو سچ مانا گیا ہے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے۔ جب کوئی قوم کسی عزم کا اعادہ کر لیتی ہے تو مصائب و مشکلات کا آنا، فطری بات ہے۔ قوم کو اس مقصد عظیم کیلئے لازوال قربانیاں دینا پڑتی ہیں، مسائل کے پہاڑوں کو سر کرنا ہوتا ہے، منزل کے حصول کیلئے اتحاد و یگانگت، ایثار و اخوت اور استقامت کا مظاہرہ زندہ قوم کی پہچان بن جایا کرتا ہے۔ ایران کی جانب سے جوہری توانائی کے حصول کیلئے سنجیدہ کاوشیں، اسرائیل اور مغرب کیلئے ایک عظیم چیلنج بن چکا ہے، حالانکہ ایران بارہا اس عزم کا اظہار کر چکا ہے کہ جوہری قوت کے حصول کے مقاصد پرامن ہیں اور ہم کسی بھی ملک اور قوم کیلئے خطرہ نہیں بننا چاہتے۔ ہم جوہری توانائی کو ایرانی قوم کی ترقی و خوشحالی کیلئے زیر استعمال لانا چاہتے ہیں مگر اسرائیل جو کہ انسانیت کے نام پر سیاہ ترین دھبہ ہے، جو امریکہ کے کندھوں پر سوار ہو کر معصوم بچوں کے خون کا پیاسا بن چکا ہے، اسے بقائے باہمی اور پرامن ماحول کہاں سمجھ آتا ہے۔ ایرانی قوم کی جانب سے اسرائیلی یلغار اور بدمعاشی کا جس عزم و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے، وہ ناقابل فراموش، تاریخ ساز اور بے مثال ہے۔

پاکستان کا اسرائیل کے حوالے سے موقف واضح، دوٹوک اور اصولی ہے جس کی بنیاد قائداعظمؒ کی جانب سے رکھی گئی تھی۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پاکستان خارجہ محاذ پر ہمیشہ مظلوم اور امن کیساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اسرائیل کی جانب سے ایران پر وحشیانہ حملہ پاکستان کیلئے کسی صورت بھی قابل برداشت نہ تھا۔ پاکستان اور ایران کے درمیان 909 کلومیٹر طویل سرحد، پاکستان و ایران کے مذہبی، ثقافتی، تاریخی اور جغرافیائی تعلقات اس بات کے متقاضی تھے کہ ایران کی حمایت ہر پلیٹ فارم پر اور بھرپور انداز میں کی جائے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ دنیا کی

واحد پارلیمنٹ ہے جس نے متفقہ طور پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف ایرانی قوم کی برملا حمایت کا اعادہ کیا۔ امریکہ جیسی بڑی طاقتوں کی مخالفت کے باوجود پاکستان نے خارجہ محاذ پر مظلوم ایرانی قوم کے مؤقف کی وکالت مدلل انداز میں کی، جس پر نہ صرف پوری پاکستانی قوم فخر محسوس کرتی ہے بلکہ یہ غیر متزلزل حمایت ہی تو ہے جو ایرانی بھائیوں کے دل میں پاکستانیوں کیلئے مزید محبت کا جذبہ اجاگر کرتی دکھائی دیتی ہے۔

اسرائیل کی جانب سے 12 اور 13 جون 2025 کی درمیانی شب، رات گئے ایران پر شدید حملوں کا آغاز ہوا۔ اقوام عالم میں اس جنگ کی بازگشت تو کافی دنوں سے سنائی دے رہی تھی مگر یقین سے یہ کہنا کہ اسرائیل پر خطر فعل سے باز نہیں آئے گا، انتہائی مشکل بات تھی۔ مثال کے طور پر پاکستان کے سابق سیکریٹری خارجہ کا کہنا تھا کہ ''اسرائیل، ایران پر حملے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔'' اسی سے ملتی جلتی آراء اقوام عالم پر گہری نظر رکھنے والے ماہرین بھی قائم کر چکے تھے۔ مگر ان تجزیوں اور خبروں کے برعکس اسرائیل کی جانب سے امریکہ کی مکمل حمایت کے بعد 200 جنگی طیاروں کے ساتھ ایران کے 8 شہروں پر 100 سے زائد اہداف کو نشانہ بنایا گیا۔ رات کے آخری پہر صبح ساڑھے 3 بجے حملہ اس لیے کیا گیا تا کہ ردعمل کمزور ہو اور جوہری تنصیبات کو زیادہ نقصان پہنچایا جا سکے۔

پاکستان کا اسرائیل کے حوالے سے مؤقف واضح، دوٹوک اور اصولی ہے جس کی بنیاد قائداعظمؒ کی جانب سے رکھی گئی تھی۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پاکستان خارجہ محاذ پر ہمیشہ مظلوم اور امن کیساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اسرائیل کی جانب سے ایران پر وحشیانہ حملہ پاکستان کیلئے کسی صورت بھی قابل برداشت نہ تھا۔

اسرائیل کی جانب سے ایک نیا خونی کھیل مسلم ممالک کیلئے انتہائی تشویشناک تھا کیونکہ اسرائیل۔غزہ بحران شدید تر ہوتا جا رہا تھا جبکہ ایک نیا جنگی محاذ، امن کی کاوشوں کیلئے ایک شدید دھچکا تھا۔ اسرائیل نے اِس حملے میں ایرانی افواج کے سربراہ (جنرل باقری)، ایرانی پاسدارانِ انقلاب کے چیف (حسین سلامی)، ایرانی پاسدارانِ انقلاب کے ایک اور سینئر رہنما (میجر جنرل غلام علی راشد)، ایرانی پاسدارانِ انقلاب کی ایرا سپیس فورس کے کمانڈر، امیر علی حاجی زادہ، اور ایرانی ایٹمی پروگرام کے 4 سینئر ترین ایٹمی سائنسدانوں (فریدون عباسی، محمد مہدی تہرانچی، ڈاکٹر عبدالحمید) کو بھی شہید کر ڈالا تھا۔ ایران کے پاسداران انقلاب کی ذیلی تنظیم "بسیج" کے مطابق کم از کم 12 ایرانی صحافی بھی حالیہ جنگ میں شہید ہوئے ہیں جو اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ اسرائیل سچ کی آواز کو خاموش کروانا چاہتا ہے۔ اسرائیل نے عالمی بدمعاشی اور غنڈہ گردی کا ثبوت دیتے ہُوئے ایران کے اُن شہروں کو ہدف بنایا ہے جو ایٹمی اور عسکری اعتبار سے خاصے حساس واقع ہوئے تھے۔ اسرائیل نے ایران کی ایٹمی تنصیبات اور ایرانی ایٹمی تجربات کے مراکز شہروں (مثال کے طور پر نطنز) کو نشانہ بنایا۔ ایک طرح سے اسرائیلی حملے اس بات کا ثبوت تھے کہ ایران اپنے فضائی تحفظ میں بری طرح ناکام ہوا ہے کیونکہ اِس سے قبل (جولائی 2024 میں) اسرائیل نے درست نشانہ باندھ کر ایرانی دارالحکومت، تہران، کے مضافات میں قیام پذیر مشہور فلسطینی غزہ رہنما (اسماعیل ہنیہ) کو شہید کر ڈالا تھا۔ یہ اِس بات کا عملی ثبوت تھا کہ ''موساد''

ایران کے اندر اپنی سرنگیں کھود چکی ہے۔ اس سے قبل امریکہ کی جانب سے بغداد کے ہوائی اڈے پر ایرانی پاسدارانِ انقلاب کے سربراہ، میجر جنرل قاسم سلیمانی، کو ڈرون حملے میں شہید کر کے ایران کو سخت عسکری نقصان پہنچایا گیا تھا، یہ وہ واقعات تھے جو ایرانی کمزور دفاعی حکمت عملی کا پول کھول رہے تھے۔

موساد کے ایجنٹوں نے ایران کے فضائی دفاعی نظام کو نشانہ بنانے کے لیے ملک میں سمگل کیے گئے ڈرونز استعمال کیے۔ ایرانی حکام پہلے بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ انھیں شبہ ہے کہ ان کی سکیورٹی فورسز میں اسرائیلی انٹیلیجنس کے مددگار موجود ہیں۔ 13 جون کو اسرائیلی حملوں کے آغاز کے بعد سے ایرانی فوج کے اہم اعلیٰ حکام اور جوہری سائنس دانوں کی ایک بڑی تعداد کو کامیابی سے نشانہ بنایا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے



کہ اسرائیل کے پاس ان کے بارے میں خفیہ معلومات موجود تھیں۔ متعدد میڈیا رپورٹس میں غیر سرکاری ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے، جن میں اسرائیلی حکام بھی شامل ہیں، اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ کیسے ایرانی دفاعی نظام، میزائل ڈپو، کمانڈ سینٹرز اور ایرانی سرزمین کے اندر ٹارگٹ کلنگ کے لیے طویل عرصے سے ملک کے اندر خفیہ سرگرمیاں جاری تھیں۔

اسرائیل اور ایران کے درمیان براہ راست کوئی سرحد نہیں، ان کے درمیان ارض فلسطین کے علاوہ کسی مقبوضہ علاقہ کا جھگڑا بالکل بھی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے درمیان مسائل صرف جوہری پروگرام سے متعلق ہیں جس کے بارے میں اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ ایران کا جوہری

پروگرام دراصل ایٹمی ہتھیاروں کے حصول کی کوشش ہے، جو خطے اور خصوصاً اسرائیل کے وجود کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ اگرچہ ایران بارہا یہ وضاحت دے چکا ہے کہ اس کا جوہری پروگرام صرف پرامن مقاصد کے لیے ہے، لیکن عالمی جوہری ادارہ (آئی اے ای اے) اور مغربی ممالک اس وضاحت سے مطمئن نہیں ہیں۔ دوسری وجہ سفارتی تناؤ ہے، امریکا اور ایران کے درمیان جوہری معاہدے کی بحالی پر مذاکرات جاری تھے، جن میں پیش رفت کے امکانات تھے۔ اسرائیل ان مذاکرات کا سخت مخالف ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس سے ایران کو جوہری سرگرمیوں کو جاری رکھنے کا موقع ملے گا۔ اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ اس نے 'ایران کے جوہری پروگرام کے دل' کو نشانہ بنایا۔

آئی اے ای اے رپورٹ کے مطابق ایران کے پاس 60 فیصد تک خالص یورینیم موجود ہے، جو ممکنہ طور پر نو جوہری ہتھیار بنانے کے لیے کافی ہوسکتا ہے، تاہم ایران نے اس رپورٹ کو 'سیاسی' قرار دے کر مسترد کیا۔ اکتوبر میں اسرائیل کی جانب سے کیے گئے حملے کے بعد ایران کا فضائی دفاعی نظام بری طرح متاثر ہو چکا تھا، اسرائیل نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا جب ایران مکمل طور پر تیار نہیں تھا۔ اسرائیل کو خدشہ تھا کہ اگر امریکا اور ایران کے درمیان جوہری معاہدے میں کوئی پیش رفت ہوئی تو ایران کو عالمی سطح پر دوبارہ طاقت ملے گی، اسی لیے حملہ ایسے وقت کیا گیا جب ایک نیا مذاکراتی دور شروع ہونے والا تھا۔

موساد کے ایجنٹوں نے ایران کے فضائی دفاعی نظام کو نشانہ بنانے کے لیے ملک میں سمگل کیے گئے ڈرونز استعمال کیے۔ ایرانی حکام پہلے بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ انھیں شبہ ہے کہ ان کی سیکورٹی فورسز میں اسرائیلی انٹیلیجنس کے مددگار موجود ہیں۔ 13 جون کو اسرائیلی حملوں کے آغاز کے بعد سے ایرانی فوج کے اہم اعلیٰ حکام اور جوہری سائنس دانوں کی ایک بڑی تعداد کو کامیابی سے نشانہ بنایا گیا۔

ایران کی پارلیمان نے اس کی جوہری تنصیبات پر حالیہ اسرائیل اور امریکی فضائی حملوں کا حوالہ دیتے ہوئے اقوام متحدہ کے جوہری نگران ادارے کے ساتھ تعاون معطل کرنے کے بل کی منظوری بھی دے دی ہے۔ یہ اقدام بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی آئی اے ای اے کے ساتھ تناؤ کو بڑھا سکتا ہے اور ایران کے جوہری پروگرام کی عالمی نگرانی میں ایک بڑا خلا چھوڑ سکتا ہے۔ یہ بل آئی اے ای اے کے عملے کے معائنے، نگرانی کی سرگرمیوں اور رپورٹنگ کو روک دے گا۔ اگرچہ اسے ابھی بھی ایران کی سپریم نیشنل سیکیورٹی کونسل سے حتمی منظوری درکار ہے لیکن یہ بل تہران کے جوہری پروگرام کے حوالے سے پالیسی میں ایک اہم تبدیلی کا اشارہ دیتا ہے۔ اس کے باوجود ایران اس بل کے ذریعے سودے بازی بھی کرسکتا ہے، خاص طور پر اس وقت جب ایران کی طرف سے مغرب کے ساتھ سفارتی تعلقات کی تجدید کے اشارے مل رہے ہیں اور صدر پزشکیان نے امریکہ کے ساتھ جوہری مذاکرات دوبارہ شروع کرنے کے لیے ملک کی آمادگی کا اشارہ دیا ہے۔

اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل سفیر عاصم افتخار احمد نے کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کی شدید اشتعال انگیزی سے

علاقائی امن واستحکام کو سنگین خطرات لاحق ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی شق 51 کے تحت ایران کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ غزہ، شام، لبنان اور یمن میں اسرائیل کے اقدامات یکطرفہ عسکریت کے متواتر سلسلے کی عکاسی کرتے ہیں۔ پاکستان کے سفیر نے تمام فریقین پر زور دیا کہ وہ مزید کشیدگی سے اجتناب کرتے ہوئے بات چیت سے تنازع حل کرنے کو ترجیح دیں۔انہوں نے کونسل سے کہا کہ وہ جارح کا محاسبہ کرے اور اسرائیل کو بین الاقوامی قانون اور عالمگیر رائے عامہ کے خلاف کھل کر کھیلنے کی چھوٹ نہ دی جائے۔



امریکی دفتر خارجہ کے اعلیٰ عہدیدار میکائے پٹ نے کونسل کے ارکان کو بتایا کہ ایران نے اسرائیل کے شہریوں کے خلاف بلا اشتعال، براہ راست اور اپنے آلہ کاروں کے ذریعے حملے کیے، خطے میں دہشت پھیلائی، عدم استحکام پیدا کیا اور لوگوں پر تکالیف مسلط کیں۔انہوں نے کہا کہ امریکہ کے صدر ٹرمپ بارہا کہہ چکے ہیں کہ اس خطرناک حکومت کو جوہری ہتھیار رکھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔امریکہ کو اس حملے کا پیشگی علم تھا لیکن اس کی فوج کا ان کارروائیوں میں کوئی کردار نہیں۔ خطے میں اپنے شہریوں، اہلکاروں اور فوجیوں کو تحفظ دینا امریکہ کی اولین ترجیح ہے۔

اقوام متحدہ میں ایران کے سفیر امیر سید ایروانی نے اسرائیل کے حملے کو وحشیانہ اور مجرمانہ قرار دیتے ہوئے اس کی سخت مذمت کی۔ان کا کہنا تھا کہ ایران کی عسکری قیادت اور جوہری سائنس دانوں کو دانستہ اور منظم طور سے ہلاک کیا جانا سوچی سمجھی جارحیت کا ہولناک مظاہرہ ہے۔ یہ مظالم ریاستی دہشت گردی اور بین الاقوامی قانون کی کھلی پامالی کے مترادف ہیں۔

عالمی سطح پر ایران۔اسرائیل جنگ دو ممالک کی بجائے دو مذاہب کے درمیان جنگ سمجھی جاسکتی ہے۔ایک طرف چند لاکھ یہودی اور دوسری جانب 2 ارب سے زائد مسلمان۔ یہ جنگ بین المذاہب ہم آہنگی کے نظریئے کو شدید طرح سے سبوتاژ کرسکتی ہے۔فلسطین اور اس سے ملحقہ علاقہ تینوں الہامی مذاہب کیلئے نا صرف مقدس ہے بلکہ تینوں اپنے مذاہب کا آغاز اور مرکز بھی ارض فلسطین کو ہی گردانتے ہیں۔ ہر طرح سے تقسیم دنیا کیلئے مذہبی تقسیم شاید نا قابل برداشت ہوجائے۔

ایران پر اسرائیلی حملے کے بعد اس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے کہ آبنائے ہرمز، جو عالمی توانائی کی رسد میں اہمیت کی حامل ہے، بند ہوسکتی ہے۔یہ ایک اہم سمندری راستہ ہے جو مشرق وسطی میں تیل کی دولت سے مالا مال ممالک کو ایشیا، یورپ اور شمالی امریکہ سمیت دیگر دنیا تک ایندھن پہنچانے کے لیے نہایت اہم ہے۔لیکن یہ ایک ایسا مقام بھی ہے جو دہائیوں سے مقامی تنازعوں کا مرکز رہا ہے۔اسرائیل اور ایران کے درمیان کشیدگی بڑھنے کے عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔خلیج فارس اور خلیج عمان کے بیچ واقع آبنائے ہرمز ایران اور عمان کی سرحد کے درمیان موجود ہے جو ایک مقام پر صرف 33 کلومیٹر چوڑی ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مجموعی عالمی تیل کی رسد کا پانچواں حصہ اسی راستے سے گزرتا ہے۔سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت اور ایران جیسے ممالک سے تیل دیگر ممالک کو پہنچایا جاتا ہے۔

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایران آبنائے ہرمز کو بند کردے تو عالمی تیل کی 20 فیصد رسد متاثر ہوگی۔جون میں جے پی مورگن نامی عالمی ادارے نے خبردار کیا تھا کہ ایسا ہونے سے تیل کی قیمت فی بیرل 120 سے 130 ڈالر تک پہنچ سکتی ہے۔بی بی سی ترکی سے بات کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر اکت لینگر کا کہنا ہے کہ 'آبنائے ہرمز کے بند ہونے کے امکانات سے ہی تیل کی قیمت پر اثر پڑنا شروع ہو چکا ہے۔'ان کا کہنا ہے کہ 'اس خطرے کے پیش نظر عالمی تجارتی منڈی پہلے سے ہی ردعمل دے رہی ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہ بند ہوجائے تو تیل کی فراہمی متاثر ہوگی اور قیمت میں اضافہ ہوگا۔

ایران۔اسرائیل تنازع عالمی معاشی منظرنامے کو مزید تاریک کرسکتا ہے۔ پہلے سے موجود پیچیدہ چیلنجز کو مزید گھمبیر بنا سکتا ہے۔ایک ایسے وقت میں جب معاشی افق پر پہلے ہی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، یہ ایک اور سیاہ بادل ثابت ہوسکتا ہے جو کافی گہرا ہوگا۔مصر، لبنان، اردن میں اس کے اثرات نظر آرہے ہیں، امن وامان کی غیر یقینی صورتحال سے سیاحت کے شعبے پر شدید منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں، سرمایہ کار اس جگہ جانے میں ہچکچائیں گے۔ایران اور اسرائیل کے مابین جاری تنازعہ دنیا بھر میں ایندھن کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ بن رہا ہے اور اسی وجہ سے بالعموم مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے۔کشیدگی بڑھنے کی صورت میں دنیا بھر میں مرکزی بینک بھی شرح سود کم کرنے سے گریز کریں گے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ جب ایک ہمسائے ملک میں جنگ مسلط کردی جائے تو دوسرا ہمسائیہ ملک جنگ سے براہ راست متاثر

ہوتا ہے۔ پاکستان اور ایران کے عوامی سطح پر روابط اور تجارت اس بات پر زور دیتی ہے کہ سرحد کے آر پار امن اور سازگار ماحول فراہم کیا جائے۔ پاکستان سے لاکھوں عقیدت مند، ہر سال مقدس مقامات کی زیارت کیلئے ایران کے مہمان بنتے ہیں۔ پاکستان کے ملحقہ اضلاع میں ایران سے اشیائے خورونوش اور دیگر ضروریات زندگی درآمد کی جاتی ہیں۔ پاکستان اسرائیلی جارحیت پر کسی بھی طرح خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ ایران اگر خدانخواستہ جنگ سے شدید متاثر ہوتا تو اس امر میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ ایرانی عوام کیلئے پاکستانی سرحدیں کھول دی جاتیں کیونکہ "ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے۔ نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر"

ایران۔ اسرائیل جنگ میں حکومت پاکستان اور خاص طور پر فیلڈ مارشل سید عاصم منیر اور وزیراعظم محمد شہباز شریف کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ یہ فیلڈ مارشل عاصم منیر اور وزیراعظم محمد شہباز شریف کی پرحکمت اور بصیرت افروز پالیسی تھی کہ امریکن صدر ٹرمپ کو اس بات پر قائل کرلیا گیا کہ ایران کے ساتھ تنازع عمومی طور پر مغرب اور خصوصی طور پر امریکہ کیلئے کسی صورت بھی سودمند نہیں ہے۔ یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان نے ایران۔ اسرائیل جنگ کے دوران اپنے ٹھوس اور اصولی مؤقف کی بناء پر ایرانی مسلمانوں کے دل میں گھر بنالیا ہے۔ ایرانی پارلیمنٹ سے " تشکر پاکستان، تشکر پاکستان" کے نعرے اس بات کے مصداق ہیں کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جو ہر مشکل میں کفر اور ظلم کیخلاف سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ رواں برس پاکستان کی خارجہ پالیسی دنیا بھر میں قابل رشک رہی ہے، پاکستان کی ترجیح امن ہے، مقتدر حلقوں کی خواہش اقوام عالم میں امن کا پرچم بلند رکھنا ہے۔ اسی خارجہ پالیسی کی بدولت سبز ہلالی پرچم کی عزت افزائی دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اقوام عالم میں پاکستانی قیادت کی پزیرائی عروج پر ہے، امریکن صدر ٹرمپ بیسیوں دفعہ پاکستانی قیادت اور عوام کی تعریف کرچکے ہیں۔ بھارتی پُرفتن بیانیہ دنیا بھر میں بھارتی انتہاء پسند حکومت کیلئے ذلت و رسوائی کا طوق بن چکا ہے۔ وہ جنہیں سفارتی طور پر پاکستان کو تنہا کرنے کا شوق تھا وہ بے چارے اقوام عالم میں آج بے یارومددگار، مارے مارے پھر رہے ہیں۔ میرے پروردگار کا کیا برحق فیصلہ ہے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ پاکستان اور ایران یک قالب، دوجان ہیں، ایران سے والہانہ محبت ہر پاکستانی کا دل محسوس کرتا ہے، جس کا اظہار علامہ اقبالؒ ایران کو عالم مشرق کا مرکز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"تہران ہو اگر عالم مشرق کا جنیوا۔۔۔شاید کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے"